سوادِ اعظم لاہور

ہفت روزہ

مدیر مسئول حکیم غلام معین الدین نعیمی

سالانہ سات روپے
فی پرچہ ۱۲ پیسے

21-8-63

جلد ۷ — ۲۵ ربیع الاول شریف ۸۳ھ — بروز جمعۃ المبارک — ۱۶ اگست ۱۹۶۳ء — شمارہ ۱۰

منقبت اعلیٰحضرت مجددِ مائۃ حاضرہ فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز

(از محمد اکرم رضا گوٹلوی)

السلام اے مخزنِ رشد و ہدایت السلام — السلام اے معدنِ جود و عنایت السلام
السلام اے راہبرِ راہِ ہدایت السلام — السلام اے عالمِ دین و شریعت السلام

اے لسانِ عصر سحبانِ زمانہ السلام
اے خطیبِ وقت یکتا و یگانہ السلام

اے امامِ اہلسنت اے امامِ باوقار — پاک باطن، پاک طینت، قادریت کی بہار
عہدِ حاضر کے مسلمانوں کی وجہِ افتخار — حق گوئی حق پرستی ہی رہا تیرا شعار

نطقِ شیریں سے بدل دیں غیر کی بالیاں
اللہ اللہ کیا فہم تھی اور دور اندیشیاں

تو ہی تھا مداحِ احمدؐ عہدِ حاضر کا امام — تو ہی تھا نباضِ فطرت، اور مجددِ لا کلام
آسماں کی رفعتوں سے آگے تھا تیرا مقام — اور اعدا کے لئے تھا تیغِ براں بے نیام

تیری اک اک بات تھی لاکھوں دلوں کا جواب
جس کو سن کر غیر منہ میں انگلیاں لیتے تھے داب

تقریر اور تحریر میں الفاظ کا دریا رواں — تو وحیدِ عصر، اور قطبِ زماں تھا بے گماں
دین و مذہب کا بنا تھا مشکلوں میں پاسباں — اور تھا پہنچا دیا منزل پہ اپنا کارواں

السلام اے فاطمہؓ زہرا کے پیارے السلام
السلام حسنینؓ کی آنکھوں کے تارے السلام

اے نسیمِ گلشنِ رضواں، بہارِ ہر چمن — مدحِ احمدؐ میں رہا تو عمر ساری نغمہ زن
اے کہ تیری ذات تھی رونق فزائے انجمن — فضلِ ربی حشر تک تجھ پہ رہے سایہ فگن

السلام اے بلبلِ باغِ نبوت السلام
السلام اے شمعِ بزمِ اہلسنت السلام

فکر کا عجز سے ہو گیا ادراکِ عرفانِ رضاؒ — بے زبانِ کلکِ قدرت منقبت خوانِ رضاؒ
تھی رہے صاحبِ لولاک ایمانِ رضاؒ — اس سمت پہ تو مگن ہو ظلِ دامانِ رضاؒ

ذرہ نسبت ہی مجھے ذرے سے کر دے آفتاب
میں ہوں ناکارہ، ناطاقت، وہ نہیں رکھتے جواب

کیا جلوس عیدِ میلاد بدعت ہے؟

(از مولانا غلام نبی ہیرکوٹی)

ویسے تو تمام دن اور مہینے اپنی جگہ ہر ایک افضل ہیں۔ مگر بارہ ربیع الاول شریف کا وہ بابرکت اور مبارک دن ہے۔ کہ اسدن میں جناب مبدأ الکل ختم الرسل۔ دانائے سبل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عالم وجود میں قدم میمنت لزوم فرمایا۔ ہر طرف خوشی کے ڈنکے بجنے لگے۔ چنانچہ ستارے تعظیم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی خاطر جھک کر آپ کے قریب آگئے۔ مادرِ ان کے نور سے حرم شریف کی پشت زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔ ستارے فلک کے جھکے آ رہے ہیں۔ کہ محبوبِ خدا پیدا ہوا چاہتا ہے۔ درخت جھک گئے۔ خانہ کعبہ جھک گیا۔ خانہ کعبہ میں جتنے بت تھے سب اوندھے منہ گر گئے۔ تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا۔ تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھر تھرا کر گر گیا۔ عرشی عرش پر شادیاں منانے لگے۔ فرشی فرش پر خوشیاں کرنے لگے۔ اور آج تک سال بسال یہ دن تمام عالم میں بڑی آب و تاب سے منایا جاتا ہے۔ مشتاقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال بڑھ چڑھ کر اس تقریبِ سعید میں حصہ لیتے ہیں کہیں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل پاک کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ تو کہیں جلوس نکالے جا رہے ہیں۔ علماء ربانی میلاد مبارک جیسے کرم و معظم موضوع سے جلسوں کی رونق کو چار چاند لگا رہے ہیں۔ عندلیبانِ گلستانِ رسالت نغمہ ہائے نعت الاپ رہی ہیں۔ غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ رسالت پناہ میں خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ ہر ایک جبیں سے مسرت و فرحت کے آثار ٹپک رہے ہیں۔ کیوں نہ ہو جس کے صدقے سے ہمیں یہ دنیا کی تمام نعمتیں میسر ہوئیں۔ دین و اسلام، قرآن و ایمان، مال و حیات و زندگانی ملی۔ اس محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد مبارک منایا جا رہا ہے اور میلاد النبی کے جلوس نکالے جا رہے ہیں۔ اور قیامت تک نکالے جائیں گے اور میلاد منائے جائیں گے۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ تا حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم۔ مثلِ فارس نجد کے قلعے گرائے جائیں گے۔ بعض حضرات اپنی غلط فہمی کی بنا پر اسے شرک و بدعت کے فتوؤں کا نشانہ بناتے ہیں۔ میری ان سے مخلصانہ اپیل ہے کہ وہ للہ تعصب کی عینک اتار کر حبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چشمے لگا کر ذرا پہلے شمع رسالت کے پروانوں کے حالات پر ایک طائرانہ نظر فرما کر تو دیکھیں۔ کہ اسلاف کا طور طریقہ کیا ہے۔ مجھے امید واثق ہے کہ وہ بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس حقیقت واضحہ پر بالیں گے۔ آؤ میں تمہیں ان شمع رسالت کے پروانوں کا حال سنا دوں۔ استیعاب ابن عبد البر۔ وفاء الوفاء وغیرہ میں لکھا ہے۔ کہ جب مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ کے قریب موضع غمیم میں پہنچے جو کہ رابغ و جحفہ کے درمیان ہے۔ تو بریدہ اسلمی قبیلہ بنی سہم کے ستر سوار ساتھ لے کر حصولِ انعام کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرفتار کرنے آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا کون ہے (باقی صفحہ پر)

حکیم غلام معین الدین نعیمی طابع و ناشر و مدیر نے تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر نعیمی دواخانہ لال کھوہ اندرون موچی دروازہ لاہور سے شائع کیا۔

ذخیرہ کتب:۔ سید منور علی شاہ صاحب (امریکہ) پیشکش:۔ محمد احمد ترازی

آفتاب نبوت کی جلوہ گری

تیرے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں
شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی

جہالت کا دور دورہ ہے اور تمام دنیا میں کفر و شرک کی بلند و بالا چٹانیں ظلم و ستم کی گنگھور گھٹاؤں سے ہم آغوش ہیں۔ عورت مرد کے ستم سے سہمی ہوئی ایک مجبور بکری کی طرح بازار میں فروخت ہو رہی ہے۔ اس کے ہونٹوں پر مظلومیت کی دل ہلا دینے والی داستان جاری ہے۔ لیکن کسی کے دل پہ بھی اس فریاد کا اثر نہیں کوئی فریاد رس نظر نہیں آتا جو بے کس مظلوم عورت کی داستان سن کر اس کے سر پر رحم کا ہاتھ رکھے۔ اور یہ مژدۂ شادمانی ارشاد فرمائے کہ اے مظلوم دیے کس خوش ہو جا کہ اب عورت کو بکری اور بھینس کے مقام کی بجائے ماں اور بہن کا مقام عنایت ہو گا اب عورت ذلیل نہیں بلکہ باوقار ہو گی اور ایک معصوم بچی اب کے جو روز جفا کو دیکھ رہی ہے جسے زندہ درگور کیا جا رہا ہے۔ اسکی آنکھوں میں بے کسی کے نالے ہیں اور لبوں پہ آہ و فغاں کے نقشے جاری ہیں فریاد رس فریاد رس کے معصوم ترانوں کی پر درد آواز آ رہی ہے۔ آواز نکلنے نہیں پاتی کہ بچی کو زندہ درگور کر دیا جاتا ہے آخر مظلوموں کی آواز خدا کے عرش کے گرد گھوم اغثنی اغثنی کے نعرے بلند کرتی ہے کہ رحمت ایزدی جنبش میں آئی کہ آفتاب نبوت اپنی آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے جس کی ضیا پاشیوں کی آمد سے ہی ظلم و ستم کے تاریک بادل بکھرنے لگتے ہیں جس کی رحمت بھری کرنوں کو دیکھ کر ہی مظلوم اور بے کسوں کی زبان پہ درد ترنم ہو جاتا ہے

تیرے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں
شریک حال قسمت ہو گیا اب فضل ربانی

ان مظلوموں کی خوش کن آواز سن کر حضرت جبریل علیہ السلام کی آواز گونجتی ہے کہ اے ظالمو خبردار کفر کی تاریکیوں میں بھٹکنے والو ہوشیار دیکھو دیکھو

آفتاب حسن دو دنیا جلوہ گر ہونے کو ہے
نور سے پُر آمنہ بی بی کا گھر ہونے کو ہے

نور ایمان پھیلے گی ظلمت مٹے گی کفر کی
آسمان رحم کا طالع قمر ہونے کو ہے

فرشتے مرحبا مرحبا کا غلغلہ بلند کرتے ہیں مظلوم غلام ستم کے ستائے ہوئے اپنے آقا و مولا کی آمد کی تہنیت میں محو ہو رہے ہیں کہ

غل مچا ہے چار سو آتے ہیں محبوب خدا
عاصیو عاصیو نخل تمنا بارور ہونے کو ہے

آخر تشریف لائے کائنات کا ذرہ ذرہ اس روشن حقیقت کا شاہد و گواہ ہے کہ بارہ ربیع الاول وہ ساعت ہمایوں ہے جس میں آفتاب رسالت ماہتاب نبوت سید عالم نور مجسم ختم رسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحن عالم میں قدم رنجہ فرما کر ایسی رحمت کی بارش برسائی کہ جس کو دیکھ کر ایک مشہور انگریز فلاسفر ٹالسٹائی TOLISTOI کو اپنی مشہور کتاب ریلی جنس آف دی ورلڈ - RELIGIONS OF THE WORLD میں بھی یہ لکھنے پر مجبور ہونا پڑا کہ اسلام کا (رسول مقبول صلعم) (عورت کے ساتھ برتاؤ) نہایت ہی قابل تعظیم اور لائق عمل ہے۔ جس میں عورت کے حقوق کا احترام کیا گیا ہے اسلامی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے عورت ہر طرح کی عزت سے محروم تھی عیسائی جماعت اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی تھی دور جانے کی ضرورت نہیں صرف دو سو سال پیشتر یونان کے ایک مشہور صوبہ میں عام طور پر قرضہ میں دے دیا کرتے تھے۔

میرے بزرگو غور کرو کہ ایک انگریز کو بھی کملی والے آقا کی رحمت کا اعتراف کرنا پڑا اور یہ کہنا پڑا کہ

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردہ سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

آخر رحمت عالم نے حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے تاریک خانہ کو بقعۂ نور بنا کر ارشاد فرمایا میرے آقا کی جلوہ گری کے وقت اہل عالم نے بیک زبان ہو کر عرض کیا

صدقے تیری چہل پہل پہ ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے تھے

آخر ان مظلوم بچیوں کے ترانے کی آواز کانوں میں گونجی کہ

ہم ہیں بچیاں بخار کے عالی گھرانے کی
خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

فقیر اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کے پیش نظر آخر میں صرف یہ عرض کرتا ہے۔

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

وما علینا الا البلاغ المبین

الفقیر صاحبزادہ ابوالحسن سید مبارک علی شاہ نقوی
خطیب جامع مسجد لکڑ منڈی تاندلیانوالہ

رپورٹ مدرسہ انوار الابرار ملتان

فقیر نے آج مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۶۳ء بمطابق ۲۳ر صفر المظفر ۱۳۸۳ھ بروز سوموار مدرسہ عربیہ انوار الابرار بیرون دہلی گیٹ ملتان کے طلباء کا ششماہی امتحان لیا۔ اس مدرسہ میں ہر فن کی اوّل سے آخر تک درس نظامی کے پرانے نصاب تعلیم کے مطابق کتابیں شروع ہیں۔ اور صرف و نحو، تفسیر و حدیث، فقہ و منطق و فلسفہ اور دیگر فنون پڑھنے والے ۲۰۰ سو طلباء موجود اور شریک امتحان تھے۔ اگرچہ میں نے امتحان لینے میں قدرے سختی سے بھی کام لیا مگر طلباء کی حاضر جوابی اور طرز بیان سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ان سے کافی محنت کرائی گئی ہے اور اساتذہ کرام نے تعلیم میں پوری پوری جانفشانی سے کام لیا ہے۔ ملا حسن ملا جلال قاضی مبارک پڑھنے والے طلباء خاصے سمجھدار اور صاحب استعداد ہیں۔ اسی طرح تلخیص و مختصر المعانی اور شرح جامی پڑھنے والے بھی ان کے ہم دوش نظر آتے ہیں۔ مدرسہ کا ۱۰۰ فی صد نتیجہ حوصلہ افزا اور مدرسین و اراکین کے لئے باعث افتخار ہے میں امید کرتا ہوں کہ مستقبل قریب میں یہ مدرسہ اہل سنت والجماعت کا عظیم مدرسہ اور تعلیم میں اپنی مثال آپ ہو گا میں اس مدرسہ کی حیرت انگیز ترقی اور معیاری تعلیم نیز طلباء کی لیاقت و محنت اساتذہ کرام کی لیاقت و قابلیت اور محنت و خلوص کی غماز ہے ہر اراکین مدرسہ کو عموماً اور جناب حضرت العلامہ مولانا الشاہ محمد عبداللہ شاہ صاحب مہتمم زاد اللہ علمہٗ کو خصوصاً ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ ح

نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از حکیم حاجی ایں حسن مسرور علیگ ڈی آئی یم ایس پروفیسر طبیہ کالج حیدرآباد (سندھ)

مرحبا صد مرحبا عشق خیال مصطفےٰ — دیدۂ دل سیر گشتہ از جمال مصطفےٰ
از مئے حُبِّ نبی قلبم مدام سرشار ہست — ایں زباں پیوستہ گویہ قیل و قال مصطفےٰ
اندرون جملہ عالم چیزہا پیدا شدہ — ہیچ شئے لیکن نمی گشتہ مثال مصطفےٰ
وصف آں ہستی کہ وصفش حق تعالیٰ خود کند — من چگونہ می توانم گفت حال مصطفےٰ

مہ دو پارہ کرد و رفت آں برسر عرش علیٰ
ہست اے مسرور ایں دنیٰ کمال مصطفےٰ

دیگر

رسول اللہ توئی رہبر۔ خدارا یک نظر بنگر — توئی حامی و ہم یاور۔ خدارا یک نظر بنگر
چہ گویم حال زار من کہ آشفتہ پریشانم — بہ اشکم دامنم شد تر۔ خدارا یک نظر بنگر
اعانت از محبان و عزیزانم نمی دارم — بجز تو ہست نے دیگر۔ خدارا یک نظر بنگر
عجب گونہ غمے دارم کہ تعلیم را سکوں ناید — بحقّے حال شد ابتر۔ خدارا یک نظر بنگر

من مسرور محزوں را علاج ہست دیدارت
بچشم مرحمت مر خدارا یک نظر بنگر

صحابۂ کرام اور اولیاءِ عظام کے عقائد و اعمال

(از مولانا صوفی مشتاق احمد کوٹلوی)

شجرہ شریف قبر میں رکھنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔
"شجرہ در قبر نہادن معمول بزرگان است" یعنی قبر میں شجرہ شریف رکھنا بزرگوں کا معمول رہا ہے۔
شجرہ سے مراد یہاں شجرۂ مشائخ ہے۔ جس میں اولیائے کرام کے نام مبارک سلسلہ وار درج ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جا پہنچتا ہے۔ ایسے اعمال کی برکت سے صاحبِ قبر کو کئی آسانیاں اللہ تعالیٰ بندگانِ دین کا صدقہ پیدا کر دیتا ہے۔

عفو و مغفرت کے اشعار کاغذ پر لکھ کر کفن میں رکھنا حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں اپنے والد ماجد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
"چوں وقت رحلت قریب تر آمد فرمودند بعضے ابیات و کلمات کہ مناسب معنی عفو و مغفرت باشند در کاغذ بنویسی و با کفن ہمراہ کنی" ترجمہ۔ یعنی جب والد ماجد کے وصال کا وقت قریب آیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بعض ایسے اشعار جن میں عفو و مغفرت کا ذکر ہو کسی کاغذ پر لکھ کر کفن کے ساتھ رکھ دیں جن میں ایک رباعی یہ بھی تھی۔

دارم دلے غمگین بیا مرز و مپرس　　صد واقعہ در کمین بیا مرز و مپرس
شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم　　اے اکرم الاکرمین بیا مرز و مپرس

پھر آپ کے والد صاحب نے فرمایا۔
"دفتر ہو رند کہ در جواب منکر و نکیر بنویس　　ربی اللہ و نبی محمد و شیخی شیخ عبدالقادر جیلانی"
یعنی آپ نے فرمایا۔ نکیرین کے جواب کے لئے یہ لکھ دیں کہ میرا رب اللہ ہے۔ اور میرے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میرے شیخ یعنی پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔
یہ سچے ولیوں کے عقائد و اعمال ہیں جن سے معلوم ہوا کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد پرانے بزرگوں کے مطابق ہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ و آلہ کا کھانے کے سامنے دعا فرمانا کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنے کے بارے میں مشکوٰۃ شریف میں بروایت مسلم شریف مذکور ہے۔ کہ غزوۂ تبوک میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دسترخوان بچھایا گیا اور اس پر جو کچھ جس کے پاس تھا لا کر رکھ دیا گیا۔ پھر حضور نے اس پر دعا فرمائی اور اس دعا کی برکت سے وہ کھانا پورے لشکر کو کافی ہو گیا۔ بلکہ بچ رہا۔ شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اس لشکر میں ایک لاکھ آدمی تھے۔ تو گویا کھانا سامنے رکھ کر اس پر دعا کرنے پر ایک لاکھ صحابہ کرام گواہ ہیں۔
اس پر بھی اگر کسی کو سمجھ نہ آئے۔ کہ کھانا رکھ کر دعا کرنے کو منع کہتا جائے تو اس کا علاج سوائے اس کے کیا ہے کہ پھر خدا اس کو سمجھے۔ تو کھانا سامنے رکھ کر ختم کہنا دعا کرنا تو سنت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو رہا ہے۔ اور سنت کی مخالفت بدعت ہے۔ اور کھانا سامنے رکھ کر دعا نہ کرنا اور ختم نہ کہنا بدعت ہوا۔ اور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک عمل کی صریحاً مخالفت اور بغاوت ہوئی۔ مسلمان کی شان آپ کے قول و ارشاد اور عمل کو قبول کرنا ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جنازہ کے بعد میت کیلئے دعا کرنے کا حکم دینا۔ حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعا۔ (ابوداؤد) ترجمہ کہ جب میت پر نماز جنازہ پڑھ لو پھر اس کے بعد خلوص دعا کرو۔
تو ارشاد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واضح ہے کہ جنازہ ہو چکنے کے بعد میت کے لئے دعا کرنا ضروری امر ہے۔ اور دعا کرنا حکم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کھلا اطاعت ہے اور دعا نہ کرنا بدعت ہے کیونکہ سنت و ارشاد کی مخالفت کا نام اصل میں بدعت پیدا کرنا ہے۔ اور یہ کہنا بعض لوگ کہ نماز جنازہ میں جو دعا ہے۔ وہی کافی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نماز کی دعا مردہ زندہ۔ چھوٹے بڑے حاضر غائب سب کے لئے ہوتی ہے۔ اور بعد نماز خالص واحد میت کے لئے دعا مقصود ہوتی ہے۔ لفظ فاخلصوا میں حرف فاء ہے جس کے لئے نوراً الاوّل میں ہے۔
الفاء للوصل مع التعقیب۔ یعنی حرف فاء پہلی چیز کے بعد دوسری چیز کو ملانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ گویا اس حدیث شریف میں بتایا گیا ہے۔ کہ نماز جنازہ کے بعد فوراً ہی دعا کرو۔ تو فوراً دعا کرنا ہم اہل سنت حضرات کا حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک کی صحیح تعمیل ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زوجہ محترمہ کا آپ کا پیشاب مبارک پینا اور اسے پاک سمجھنا۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری عینی الحنفی مطبوعہ مصر ۳۵ میں ہے۔
ان ام ایمن شربت بول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رواہ الحاکم والدار قطنی والطبرانی وابونعیم
یعنی حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشاب مبارک پیا ہے۔
حوالہ (۲) خصائص کبریٰ جلد اول للشیخ الامام جلال الدین عبدالرحمن السیوطی ۳۵ میں ہے۔
حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کو برتن میں پیشاب فرمایا اور مجھ کو پیاس لگی (اور آنکھ کھل گئی) تو میں نے اسی برتن سے پیشاب پی لیا پھر جب صبح ہوئی اور میں نے حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر کی تو حضور مسکرائے اور فرمایا۔ اما انک لن تشتکی بطنک لعبد یومک ھذا ابدا
یعنی آج کے بعد تم کو پیٹ کی کوئی تکلیف ہرگز نہ ہوگی۔ حدیث سے جہاں حضور پاک کے پیشاب مبارک کا پینا ثابت ہے وہاں یہ بھی ثابت ہے۔ کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آپ کے پیشاب مبارک کو پاک سمجھ کر پیا۔ اگر ناپاک سمجھتے تو کبھی نہ پیتیں۔ یہ تھے ان کے پاکیزہ عقائد و اعمال جن کو اعتقاد میں داخل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اور ہم اہل سنت والجماعت ان مبارک عقائد کے ہی پابند ہیں۔

پیشاب مبارک پینے والے پر خوش ہونا اور پیٹ کی بیماری سے نجات کی خوش خبری دینا۔ اوپر کی حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ کہ میں نے آپ کا پیشاب مبارک پی لیا ہے۔ تو آپ مسکرائے اور خوش ہوئے اور فرمایا کہ آج سے آئندہ تم کو پیٹ کی تکلیف ہرگز نہ ہوگی۔ اگر آپ کا پیشاب مبارک ناپاک ہوتا۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوتے کہ کیوں پیا۔ چونکہ پاک تھا اس لئے مسکرائے اور ساتھ پیٹ کے امراض سے کلی نجات کی خوشخبری دی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشاب مبارک بوقت ضرورت پیاس حضور کا ارشاد نہ تھا۔ لیکن محبت مصطفےٰ سے مجبور ہو کر انہوں نے پیا۔ تو آپ خوش ہوئے۔ سو جو کام آپ نے اگرچہ ارشاد نہ فرمایا ہو لیکن آپ کی محبت و تعظیم میں کوئی کر گزرے بشرطیکہ تعظیم و محبت کے اعمال میں سے اس عمل کی مخالفت ثابت قرآن و سنت اجماع و قیاس سے نہ ہوئی ہو تو ایسا عمل کرنا حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے حد خوش کرنا اور صحابیات کی سنت ہے۔ جس سے دینی و دنیاوی مقاصد بر آئیں گے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دھوپ چاندنی میں نہ ہونا علامہ سلیمان جمل فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں۔ لم یکن لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل یظھر فی شمس ولا قمر۔ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا اور نہ چاندنی میں۔

(باقی ص ۵ پر)

گذشتہ سے پیوستہ

امراض ـــــ اور ـــــ ان کی تشخیص

(عاصم الرضوی میرپور آزاد کشمیر)

مذہبی اختلافات کے سب سے بڑھ کر ذمہ دار "علماء" ہیں۔ معاف کیجئے میں نے لفظ علماء غلط استعمال کیا ہے۔ علماء کی بجائے انہیں مُلّا نے کہنا زیادہ قرینِ حقائق ہیں۔ بچارے دن رات قرآن و حدیث کو بیچ کھاتے ہیں۔ مسلمانوں کو آپس میں لڑائیں نہیں۔ تو روٹی کہاں سے کھائیں۔ پیٹ کو انہوں نے الٰہ بنا لیا ہے معمولی معمولی اختلافات چھیڑ کر امت میں تفرقہ ڈالتے ہیں۔ یہ اصلاح کے دشمن ہیں۔ انہیں فقط چند ایک باتیں نوکِ زبان ہیں۔ جو ہر ایک محفل میں دہراتے رہتے ہیں۔ بہت کم پڑھے لکھے ہوتے ہیں۔ پچھلے دنوں ایک مولوی صاحب گجرات سے ہمارے ہاں میرپور تشریف لائے۔ منبر پہ تشریف فرما ہو کر فرمانے لگے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علمِ غیب نہیں رکھتے تھے۔ وہ حاضر و ناظر نہیں تھے۔ وہ یوں تھے۔ یوں نہیں تھے۔ گویا کہ مولانا صاحب کے پاس کوئی پیمانہ ہے۔ جس سے وہ حضور علیہ التحیۃ والثنا کی پیمائش کر رہے ہیں۔ میں نے ایک مختصر سی چٹ دی۔ کہ مولانا المحترم! انتشارِ ملت کے موجودہ دور میں اختلافات کو فروغ دینا کوئی قومی خدمت نہیں ہے۔ آپ اصلاحی تقریر کریں۔ اور ہماری معاشرتی خرابیاں اجاگر کریں تاکہ معاشرہ اصلاح پذیر ہو سکے۔ چٹ کا پہنچنا تھا۔ کہ برق و باد کی طرح گرجنے لگے۔ میں اصلاحی تقریر نہیں کر رہا ہوں۔ تو کیا کر رہا ہوں۔ مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح بڑی چیز ہے۔ چٹ دینے والے صاحب گمراہ ہیں۔ یہ ہے۔ وہ ہے!! میں خاموش تھا۔ لیکن میرا دل رو رہا تھا۔ وہ منبر جس پہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملت کے اتحاد کے لیے حکم صادر فرمایا کرتے تھے۔ اُس پر سے ایک جاہل ملاں اختلافات کو ہوا دے رہا تھا۔

لیکن میں یہاں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں سبھی کو ایک جیسا نہیں سمجھتا۔ فی الواقع بہت سے عالم ایسے بھی ہیں۔ جن کی تقلید قابلِ رشک ہے۔ لیکن عام طور پہ اوپر بتائی ہوئی قسم کے علماءِ سوء کی ہے۔

رہے ہمارے صوفیائے عظام! تو اُن کی حالت اور بھی قابلِ رحم ہے۔ ان کی اکثریت جاہل اور ان پڑھ ہے۔ انہوں نے شریعت اور طریقت کو بالکل الگ کر دیا ہے۔ خود ساختہ عقائد ان کے دفاع کی جان ہیں۔ روٹی ان کا مقصدِ حیات اور نفسانی خواہشات کی تکمیل ان کا سرمایۂ حیات ہے۔ اپنے مریدوں کو کٹھ پتلی بنائے رکھتے ہیں۔ انا پرستی کا خون چوس رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اُن کے لئے درخورِ اعتنا ہی نہیں۔ خود کام کرنا عار سمجھتے ہیں۔ کپڑے پہنتے ہیں جو کبھی چار سو روپے سے کم قیمت کے نہیں ہوتے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پیوند لگی کھدری قمیض ان کے لیے کوئی رغبت نہیں رکھتی۔ غرضیکہ کہاں تک بیان کروں مجسمہ حرص و ہوا ہیں۔

• لیکن میں نہیں کہتا کہ سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اور طبلہ و سارنگی سے دل بہلاتے ہیں ؎

دو چار ابھی ہیں با ایمان باقی
جن سے ہے اسلام کی شان باقی

نتائج اب بنظرِ غائر ان مذہبی چپقلشوں کے نتائج دیکھئے۔ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح امتِ مسلمہ کو گھن کی طرح کھائے جا رہے ہیں۔

علماءِ سوء کی پیدا کی ہوئی الجھنوں اور اختلافات نے نئی پود کو اسلام سے سراسر بیزار کر دیا ہے۔ انہوں نے مذہب کو دور از کار معموں کا مجموعہ سمجھ لیا ہے۔ نتیجۃً دکوشنی بڑائی ہے۔ جو امتِ مسلمہ کے نوجوانوں میں فروغ نہیں پا رہی۔ حتیٰ کہ وہ فرنگی تمدن کی آغوشِ راحت (جنہیں وہ حقیقتاً آغوشِ راحت ہی سمجھتے ہیں) میں پناہ لے رہے ہیں۔ اور اقبال اپنے مخصوص انداز میں شکوہ کرتا ہے ؎

آہ! مکتب کا جوانِ گرم خون
ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبون

نقطہ یہی نہیں۔ مسلمان علماءِ سوء کے ان اختلافات سے عیسائی مشنریوں اور دوسرے مذاہب کے مبلغوں نے خوب فائدہ اٹھایا۔ اور اپنے تبلیغی جال کو وسیع سے وسیع تر کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بھولے بھالے اور غریب مسلمانوں میں روپیہ و کپڑا تقسیم کر کے مذہبِ حق سے پھیرنا شروع کر دیا ہے۔ اور ایک اخباری اطلاع کے مطابق تقریباً ۸ لاکھ مسلمان عیسائی بن چکے ہیں۔ اور صرف دس یا پندرہ سالوں میں۔

اس کے علاوہ جوں جوں مولوی صاحبان کی توجہ معاشرتی مسائل سے ہٹ کر اختلافات کی طرف بڑھتی رہی۔ توں توں معاشرے میں نت نئی خرابیاں پیدا ہونا شروع ہو گئیں ہیں۔ اور سچ پوچھیئے تو میں معاشرے کی اکثر برائیوں کا ذمہ دار "علماءِ سوء" کو ہی سمجھتا ہوں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔

تشخیص مجھے معلوم ہے۔ اور میں شروع میں کہہ چکا ہوں۔ کہ مجھے اس مضمون کے سلسلے میں کئی ایک کی ناراضگیاں مول لینی پڑیں گیں۔ مجھے یہ بھی تسلیم ہے کہ میرا اندازِ بیان تلخ اور لفظ کڑوے ہیں۔ لیکن ناسور سے چھٹکارا پانے کے لئے نشتر کی تکلیف سہنی پڑتی ہے اور شاید آپ یہ بھی جانتے ہوں کہ ؎

آئینِ جوانمردی ہے حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

علماء کے لئے بہترین لائحہ عمل یہی ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے مسلک کی تبلیغ، مثبت طریقہ پر کریں۔ دوسرے فریق کو نشانہ ستم اور مورد طعن نہ بنائیں۔ وہ منظم طریقے پر دوسرے مذاہب کا علم و عقل سے مقابلہ کریں۔ اپنی غلطی کا فراخدلانہ اعتراف اپنا جوہر بنائیں۔ مسائلِ جدیدہ کا حل اسلام کی روشنی میں تلاش کریں۔ مغربی علماء کے علمی چیلنج کا دندان شکن جواب دیں۔ معاشرتی برائیوں کی نشاندہی کریں۔ اور ہر برائی کے لئے ایک رکاوٹ ثابت ہوں۔

اس کے علاوہ برادرانِ اسلام کو چاہیئے کہ وہ ہر ایسے مولوی کا بائیکاٹ کریں۔ جو اختلافات کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت کو اپنی علمیت کے لئے تختۂ مشق بنا لیا ہے۔ وہ ایسے مولویوں کو مجبور کر دیں۔ کہ یا تو وہ اصلاحی تقاریر کریں۔ یا سٹیج کو داغِ مفارقت دے دیں۔ اور عوام کو اپنی مقصد برآری کے لئے استعمال نہ کر سکیں۔

رہا پیرانِ عظام کا معاملہ۔ تو انہیں بہت جلد اپنی اصلاح کر لینی چاہیئے۔ تنظیم الفوری ہونی چاہیئے۔ ابھی پچھلے دنوں میں میرپور آزاد کشمیر سے تو میل جنوب مغرب کی طرف کھڑی شریف عرس پہ گیا۔ تو وہاں پہ کون سی چیز تھی۔ جو میں نے مطابق شریعت دیکھی ہو۔ کوئی بھی تو نہیں تھی۔ ڈھول تھے، باجے تھے، سارنگیاں تھیں۔ عورتیں تھیں بے پردگی تھی۔ مرد تھے اور بے حیائی تھی، ناچ تھے، اور مسٹنڈے تھے۔ غنڈے تھے اور کیا کچھ نہ تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ عرس نہیں ہونے چاہئیں۔ عرس ہونے چاہیئیں۔ لیکن بے حیائی اور خلافِ شرع باتیں نہیں ہونی چاہیئیں۔ باقی پیرانِ عظام کو چاہیئے کہ ہر طرح شریعت میں داخل ہو جائیں۔ اور اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ڈھالیں۔ ورنہ وہ وقت دور نہیں جب اُن کا اقتدار ختم ہو جائے گا ؎

آجاتا ہے خونِ اسرائیل آخر جوش میں
کوئی موسیٰؑ توڑ دیتا ہے طلسمِ سامری

بندیال شریف ۲۱ و ۳۰ ربیع الاوّل شریف بمقام شادیہ متصل بندیال شریف ایک عظیم الشان تبلیغی جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا ابوالفتح محمد اللہ بخش صاحب نے عقائدِ حقہ اہلسنت و فضائل و مناقب صحابہ کرام و اہلبیتِ عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین پہ اور حضرت مولانا صاحبزادہ محمد عبدالحق صاحب نے فضائل و کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان افروز باطل سوز بیان فرمائے (نامہ نگار)

ارشاداتِ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

(از منظور حسین قاسم فرسٹ ایئر گورنمنٹ کالج منٹگمری)

آپ کی تصنیفات میں آپ کے مکتوبات کو آپ کا شاہکار ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ ان مکتوبات میں ہر دور اور ہر وقت کے لئے مناسب ہدایات موجود ہیں۔ اس کتاب میں دورِ حاضر کے قریب قریب تمام متنازعہ فیہ مسائل کا حل پایا جاتا ہے۔ اگر تمام وہ جماعتیں جو اپنے آپ کو اہلِ سنت وجماعت سمجھتی ہیں اور آئمہ سلف سے اپنی نسبت جوڑتی ہیں۔ دیانتداری سے اپنے اختلافی مسائل میں اس مجدد اعظم کے مکتوبات کو اپنا حکم بنالیں تو انشاء اللہ اختلافات رفع ہو جائیں گے۔

(بشکریہ "ترجمان" لاہور ۱۰ اجون ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۳)

(۱) جو لوگ کلمہ پڑھتے ہیں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ان کو کافر کہا ہے۔ لیغیظ بھم الکفار (مکتوب ۵۴ جلد اول ص ۴ مطبع نولکشور)

(۲) انبیاء اولیاء کی پاک روحوں کو عرش سے فرش تک ہر جگہ کے برابر نسبت ہوتی ہے۔ کوئی چیز ان سے نزدیک و دور نہیں۔ (مکتوب ۲۸۵ جلد اول ص ۳۷۴)

(۳) اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (مکتوب ۵۸ جلد دوم ص ۱۱۵)

(۴) جو علمِ غیب اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اس پر وہ اپنے خاص رسولوں کو مطلع فرما دیتا ہے۔ (مکتوب ۳۱۰ جلد اول ص ۴۳۶)

(۵) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نیکی سے یاد کرنا چاہیئے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی وجہ سے ان کے ساتھ محبت رکھنی چاہیئے ان کے ساتھ محبت حضورؐ ہی کے ساتھ محبت ہے۔ ان کے ساتھ عداوت حضورؐ ہی کے ساتھ عداوت ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

(مکتوب ۲۶۶ جلد اول ص ۴۳۳)

(۶) تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سب سے افضل واعلیٰ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان دونوں باتوں پر اجماع امت ہے اور چاروں آئمہ مجتہدین امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، وامام شافعی وامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اور اکثر علمائے اہلسنت کا یہی مذہب ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد تمام صحابہ میں سب سے افضل سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں پھر ان کے بعد تمام صحابہ میں سب سے افضل سیدنا مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہیں۔

(مکتوب ۲۶۶ جلد اول ص ۳۰۳)

(۷) اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلقِ عظیم کے ساتھ موصوف ہیں کافروں اور منافقوں پر جہاد کرنے اور سختی فرمانے کا حکم دیا۔ یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم تو ثابت ہوا کہ کفار اور منافقین پر سختی کرنا بھی خلقِ عظیم ہے۔ (مکتوب ۱۶۳ جلد اول ص ۱۶۵)

(۸) ایک شخص ایسی گمان میں رہتا ہے کہ وہ مسلمان ہے۔ اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے۔ لیکن نہیں جانتا کہ اس قسم کے برے اعمال (یعنی خدا اور رسول کے دشمنوں کے ساتھ دوستانے یارانے) اس کے اسلام و ایمان کو بالکل فنا کر دیتے ہیں۔ (مکتوب ۱۶۳ جلد اول ص ۱۶۶)

(۹) ہندوؤں کے دیوتا مثل رام کرشن وغیرہ کافر و بے دین تھے۔ کہ لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف دعوت دیتے تھے۔ اور اس بات کے قائل تھے کہ خدا ان کے اندر حلول کئے ہوئے ہے۔ (مکتوب ۱۶۷ جلد اول ص ۱۶۷)

(۱۰) حضور اقدس علیہ وآلہ وسلم کے کمال محبت کی علامت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض رکھیں اور ان کی شریعت کے مخالفوں کے ساتھ عداوت کا اظہار کریں۔ (مکتوب ۱۶۵ جلد اول ص ۱۶۹)

(۱۱) محبت کے اندر پالیسی اور چاپلوسی جائز نہیں۔ کیونکہ محب اپنے محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے وہ اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے محبوب کی مخالفت کی جائے۔ وہ اپنے محبوب کے مخالفوں کے ساتھ کسی طرح بھی صلح پسند نہیں کرتا۔ (مکتوب ۱۶۵ جلد اول ص ۱۶۹)

(۱۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ تک پہنچانے والا راستہ یہی ہے اگر راستہ کو چھوڑ دیا جائے تو اس پاک جناب تک پہنچنا دشوار ہے۔ ہائے افسوس ؎

وائے پہنچوں کس طرح تا کوئے یار
راہ میں ہیں پرخطر کوہ و غار

(مکتوب ۱۶۵ جلد اول ص ۱۶۹)

اللہ تبارک وتعالیٰ سب مسلمانوں کو بزرگانِ دین کے ارشادات اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

بقیہ: صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے عقائد واعمال

امام الاولیاء امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات سوم میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اورا سایہ نبود۔ در عالمِ شہادت سایۂ ہر شخص از شخص لطیف تر است چوں لطیف ترے از وے در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد۔ ترجمہ یعنی آپ کا سایہ نہ تھا اور عالمِ شہادت میں آدمی کا سایہ آدمی کے وجود سے بہت لطیف ہوتا ہے۔ اور جب حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دنیا میں کوئی شے زیادہ لطیف نہیں ہے۔ تو پھر حضور کا سایہ کیسے ہو سکتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں سورۃ والضحیٰ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ سایۂ ایشان برزمین نے افتاد۔ یعنی حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ ایمان والوں کے لئے یہ حوالے ان کی ایمانی طاقت اور تازگی کے لئے کافی ہیں۔ اور نہ ماننے والوں کا علاج ہی کوئی نہیں۔ سلفِ اولیائے عظام اور علمائے ربانی وصحابہ کرام کے عقائد سے ہر عقیدہ اہل سنت کی تصدیق ہو رہی ہے۔ مگر عداوتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھنے والے آپ کی شان وکمالات کو کب مان سکتے ہیں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور ہیں

تفسیر بیضاوی میں ہے قد جاءکم من اللہ نور) ترید بالنور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی نور سے مراد حضور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔ تفسیر خازن میں ہے۔ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین۔ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انما سماہ اللہ نورا لانہ یھتدی بہ کما یھتدی بالنور فی الظلام۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نور اس لئے رکھا کہ آپ کے ذریعہ رہنمائی حاصل ہوتی ہے جس طرح روشنی سے اندھیریوں میں راستہ ملتا ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے (قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین) ان المراد بالنور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وبالکتاب القرآن۔ یعنی نور سے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔ اور کتاب سے قرآن مراد ہے۔

نماز ذریعہ نجات ہے

بقیہ :- کیا جلوس عید میلاد بدعت ہے ؟

اس نے جواب دیا کہ میں بریدہ ہوں۔ یہ سن کر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بطور تفاؤل فرمایا کہ ہمارا کام خوش خنک اور درست ہو گیا۔ پھر آپ نے بریدہ سے پوچھا تو کس قبیلہ سے ہے اس نے کہا بنو اسلم سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ ہمارے لئے خیر و سلامتی ہے۔ پھر پوچھا کون سے بنو اسلم سے اس نے کہا بنو سہم سے۔ آپ نے فرمایا تو نے اپنا اپنا حصہ اسلام سے پالیا۔ بعد ازاں بریدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں اللہ کا رسول محمد بن عبداللہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بریدہ نے نام مبارک سن کر کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ جو سوار بریدہ کے ساتھ تھے وہ بھی مشرف باسلام ہوئے۔ بریدہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مدینہ طیبہ میں آپ کا داخلہ جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ پس اپنا عمامہ سر سے اتار کر نیزہ پر باندھ لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے روانہ ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ کہاں اتریں گے۔ فرمایا میرا یہ ناقہ مامور ہے۔ جہاں یہ بیٹھ جائے گا وہی میری منزل ہے۔ بریدہ نے کہا الحمدللہ بنو سہم بطوع و رغبت مسلمان ہو گئے۔" سبحان اللہ!

"محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر مدینہ میں پہنچ چکی تھی۔ لوگ ہر روز صبح کو شہر سے نکل کر حرہ میں جمع ہو کر انتظار کرتے تھے۔ جب دوپہر ہو جاتی تو واپس چلے جاتے۔ ایک دن انتظار کر کے گھروں میں واپس جا چکے تھے کہ ایک یہودی نے ایک قلعہ پر سے کسی مطلب کے لئے نظر دوڑائی تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ہمراہی سفید لباس پہنے ہوئے نظر پڑے۔ جو سراب کے آگے مثل تھے۔ وہ یہودی نہایت زور سے بیساختہ پکار اٹھا "اے معشر عرب! لو تمہارا مقصد و مقصود جس کا تم انتظار کر رہے تھے وہ آ گیا۔ یہ سن کر مسلمانوں نے فوراً ہتھیار لگا کر حرہ تہامہ کے عقب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کیا اور اظہار مسرت کے لئے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ جس کی آواز بنی عمرو بن عوف میں پہنچی۔ یہ قبیلہ موضع قبا میں جو مدینہ طیبہ سے جنوب کی طرف دو میل پر آباد ہے۔ اس خاندان کا سردار کلثوم بن ہدم انصاری اوسی تھا۔ اس سے پہلے اکثر اکابر صحابہ اسی کے ہاں اترے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی کو شرف نزول بخشا۔"

"قبا میں چار یا چودہ یا بیس دن قیام فرمانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن باطن مدینہ کو کوچ فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے جو خوشی مدینہ میں مسلمانوں کو ہوئی اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری نزدیک پہنچی تو جوش مسرت کا یہ عالم تھا۔ کہ پردہ نشین عورتیں چھتوں پر نکل آئیں۔ اور یوں گانے لگیں ؎ طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ - وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ - یعنی ہم پر چاند نکل آیا وداع کی گھاٹیوں سے۔ ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب دعا مانگنے والا مانگے۔ آپ کے ناقہ کا جانا تھا کہ بنو نجار کی لڑکیاں دف بجاتی نکلیں اور یوں گانے لگیں ؎ نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ - يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ - یعنی وہ کہہ رہی تھیں ؎ کہ ہم ہیں بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی۔ خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی۔ آپ نے یہ سن کر لڑکیوں سے پوچھا۔ کیا تم مجھ سے محبت رکھتی ہو؟ وہ بولیں۔ ہاں۔ آپ نے [illegible] ... اس روز [illegible] مسرت و خوشی میں مرد و چھوٹے بڑے گلی کوچوں میں پکار رہے تھے۔ جاء رسول اللہ، جاء نبی اللہ۔ حبشی غلام آپ کے قدوم لزوم کی خوشی میں ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے۔ انسانوں پر کیا موقوف جانور تک اپنی حرکات و سکنات سے خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔" سبحان اللہ! محبت ہو تو ایسی ہو۔ عقیدت ہو تو ایسی ہو۔

کیوں قارئین حضرات! للہ انصاف سے بتلائیے کیا یہ جلوس نہیں۔ یا جلوس کوئی اور چیز ہے۔ آج جلوس میں کیا کیا جاتا ہے۔ اپنے آقا و مولا۔ شب اسریٰ کے دولہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ پاکیزہ بدن ہو کر پاکیزہ لباس پہن کر ذکر خدا و ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جاتا ہے۔ نعرۂ تکبیر و رسالت بلند کئے جاتے ہیں۔ جھنڈے لہرائے جاتے ہیں۔ خدا کا رحمان کی سلامی دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مومنین کے لئے ایک نعمت عظمیٰ فرمایا۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا۔ مولائے قدوس کی اس نعمت عظمیٰ کا شکر کیا جاتا ہے۔ جگہ جگہ محفل میلاد منعقد کی جاتی ہے۔ کوچہ کوچہ گلی گلی میں ذکر خدا و ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جاتا ہے۔ اگر یہ سب امور بدعت و شرک ہوتے۔ تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کو منع فرماتے۔ لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامت اور صحابہ کرام کی سنت ہے پچھلے سال لاہور میں غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقعہ پر جس عقیدت و محبت کا ثبوت دیا۔ لاہور کی سابقہ تاریخ اس کی مثال دینے سے قاصر ہے۔ تمام اکناف عالم میں خوشیاں کی جاتی ہیں۔ جلوس نکالے جاتے ہیں۔ جلسے منعقد ہوتے ہیں یہ حصول نجات اخروی کا ذریعہ ہیں۔ عقیدت و محبت کا ثبوت ہیں ؎

نثار تیری چہل پہل پہ ہزار عیدیں ربیع الاول
سوا ابلیس کے جہاں میں سبھی خوشیاں منا رہے ہیں

عید میلاد النبی کے جلسے و جلوس بدعت نہیں کیونکہ ان میں خلاف شرع کام نہیں وعظ خوانی و نعت خوانی ہوتی ہے۔ ذکر اذکار ہوتا ہے۔ امور نامشروعہ سے سختی سے بچنا چاہیئے۔ جلوسوں میں باجے گاجے نہ ہوں۔ جو کہ بجائے ثواب کے عذاب کا موجب بنتے ہیں۔ جلوس میں شامل ہونے والوں کو چاہیئے کہ پاکیزہ بدن ہو کر پاکیزہ لباس میں ملبوس ہو کر خوشبو وغیرہ لگا کر جلوس میں شامل ہوں اور درود شریف کا ورد کریں۔ حرکات نامشروعہ سے اجتناب کریں۔ مولائے قدوس ہمیں حبیب پاک کا صدقہ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت و عشق عطا فرمائے اور اسی پر ہمارا خاتمہ ہو۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

سیرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر معتبر و مستند کتاب کا

ترجمۃ الشفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

جس کو حامیِ سُنت ناصرِ ملت حضرت علامہ مفتی غلام معین الدین صاحب نعیمی نے اصل عربی کتاب کا بامحاورہ سلیس اردو ترجمہ کیا ہے، جو

- حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات و حالات اور سیرت پاک پر بے مثل ہے۔
- واعظوں خطیبوں کے لئے مستند ذخیرہ ہے۔
- مخالفینِ اسلام، معاندینِ مذہب اہلسنت کا مدلل و مسکت جواب ہے۔
- ہر مسلمان اس کو پڑھ کر اپنے ایمان میں نورانیت اور سرور و مسرت محسوس کرے گا۔

قیمت حصہ اول چار روپے حصہ دوم چار روپے محصول ڈاک ۹۱ پیسے۔ آج ہی طلب کیجئے۔

ملنے کا پتہ :

مکتبہ سوادِ اعظم - لال کھوہ، موچی دروازہ لاہور

سوال :- شریعت اسلامیہ کی رو سے مسئلہ ذیل کی صورت کیا ہے!
متوفی نے ایک بہن، ایک بھائی، والدہ، دو بیٹے ایک لڑکی اور ایک بیوی چھوڑی میراث کس طرح تقسیم کی جائے بینوا توجروا
عبدالنبی عزیز

الجواب :- صورت مسئولہ عنہا میں بشرط صحت سوال و عدم موانع ارث [illegible] متوفی کے املاک و [illegible] تکفین و اگر دین مہر و دیگر قرضہ ہو اسے ادا کرنے کے بعد وصیت ہو تو اسے بقدر ثلث نافذ کیا جائے پھر جو اموال ہوں انہیں ایک سو چوالیس سہام پر تقسیم کر کے چوبیس حصہ اس کے والد کو اور اٹھارہ [illegible]

کتابچہ انوار حق بجواب اظہار حق،

مولفہ مولانا محمد حسن علی، قادری رضوی میلسی

یہ کتابچہ مخالفین اہل سنت کی طرف سے شائع کردہ پمفلٹ اظہار حق کے جواب میں ہے۔ جس میں مولف و مجیب نے علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب و سنت اور اقوال علماء اہلسنت سے اثبات کے بعد مخالفین کے الزامات کا جواب دیا گیا ہے۔ آخر میں دعا بعد نماز جنازہ کا بھی اثبات کیا ہے۔ ۲۱ پیسے کے ٹکٹ ڈاک بھیج کر طلب کریں۔ تاجران کتب کو ۳۳ فی صد کمیشن دیا جائے گا۔

ملنے کا پتہ

کتب خانہ غوثیہ رضویہ میلسی، ضلع ملتان

ذخیرہ کتب :- سید منور علی شاہ صاحب (امریکہ) پیشکش : محمد احمد ترازی